روحانی بند کے نتیجہ میں انسان کی روحانی حرکت نہایت تیزی کے ساتھ بلندی کی طرف محوِ پرواز ہوتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/اپریل ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

چند ہفتوں سے بیماری چلی آ رہی ہے اور بار بار تکلیف ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کمزوری ہوگئی ہے۔ دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت دے اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں (انسان کے علاوہ جو مخلوق ہے) مختلف وجودوں میں دو مختلف اور متضاد طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ بعض ایسی چیزیں ہیں جن کی فطرت میں یہ ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ نشیب کی طرف حرکت کریں مثلاً پانی ہے۔ پانی فراز یعنی بلندی کی طرف نہیں بہتا بلکہ ہمیشہ نشیب کی طرف بہتا ہے۔ اِس کے برعکس بعض گیسز (Gases) ہیں جو متضاد فطرت رکھتی ہیں مثلاً ربڑ کے غباروں میں ہوا بھر دیں تو وہ آسمان کی طرف اُڑنے لگتے ہیں۔

پس یہ دو متضاد صفات ہیں جو مختلف قسم کی چیزوں میں ہمیں نظر آتی ہیں لیکن انسان میں ایک ہی وقت میں گہرائیوں کی طرف لُڑھکنے کی صفت بھی پائی جاتی ہے اور بلندیوں کی طرف پرواز کرنا بھی اس کی فطرت میں داخل ہے۔ روحانیت کے علاوہ انسان کے اندر جو دوسری طاقتیں ہیں وہ نیچے جانے کی طاقتیں ہوں یا بلند ہونے کی طاقتیں ہوں، انسان ہر دو طاقتوں سے دُنیوی فوائد حاصل کرتا ہے۔ وہ سمندر کی گہرائیوں میں بھی اُترتا ہے اور چاند کی بلندیوں

پر کمندیں بھی ڈالتا ہے اور اس طرح وہ اپنے علم میں اضافہ کرتا اور مختلف فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

جہاں تک روحانیت ، رُوحانی رفعتوں کا سوال ہے بعض انسان اپنی فطرت کو بُھول جاتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص دائرہ میں صاحب اختیار بنایا ہے اِس لئے وہ بعض اوقات فطرت صحیحہ اور قلبِ سلیم کے تقاضوں کو پُورا کرنے کی بجائے رفعتوں سے دُور نشیب یعنی تنزّل کی طرف حرکت کرتا ہے۔قرآن کریم نے اِس حقیقت کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:۔وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (الاعراف: ۱۷۷) گویا خلود الی الارض کی طاقت ہلاکت کی طرف لے جانے والی ہے اور انسان چونکہ صاحبِ اختیار ہے اِس لئے وہ بعض اوقات ہلاکت کی راہ کو اختیار کر لیتا ہے لیکن فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۔(الروم:۳۱) کی رُو سے ظاہر ہے کہ انسانی فطرت کو اس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ رفعتوں کی طرف پرواز کرے۔رُوحانی طور پر بلند ہوتے ہوئے دُنیا کی ہر مخلوق کو پیچھے چھوڑ دے اور اپنے ربّ کریم تک پہنچ جائے اور اس کا قرب حاصل کر لے۔

ہم پانی کی مثال لیتے ہیں اگرچہ میرے نفسِ مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہیں لیکن ہمیں اس کا علم ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا نظام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہے اور وہ یہ کہ سمندروں سے بخارات اُٹھتے ہیں۔ ہوا اُن کو اُڑا کر لے جاتی ہے پھر ایک خاص نظام کے ماتحت وہ بخارات بادلوں کی شکل اختیار کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہے وہاں برستے ہیں اور دریاؤں میں پانی آ جاتا ہے۔ بادل عموماً مخلوق کے فائدہ کے لئے برستے ہیں تاہم بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق بعض لوگوں کو نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔ پھر برف باری ہوتی ہے اور قدرتی ریزر وائر(Reservoir) میں پانی اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر موسموں کی تبدیلی کے ساتھ وہ پگھلتا اور دریاؤں میں بہنے لگتا ہے۔

بہرحال میرے مضمون کے ساتھ اس کا جو تعلق ہے وہ صرف اتنا ہے کہ دریاؤں میں پانی بہتا ہے۔ پانی پہاڑوں میں سے بہہ کر آتا ہے اور اپنی فطرت کے مطابق نشیب کی طرف

بہتا ہے اور مختلف علاقوں میں سے گذرتا اور لوگوں کے لئے تازہ بتازہ پانی کی سہولت پیدا کرتا ہے کنوؤں کے ذریعہ نیز کھانے پینے کے سامان پیدا کرتا ہے فصلوں کے ذریعہ۔ غرض پانی نشیب کی طرف جاتا ہے اور یہ حرکت اپنے معمول کے مطابق ہوتی رہتی ہے دریا کے پاس کھڑے ہوکر دیکھیں تو (طغیانی کے دنوں کے علاوہ) ایسا لگتا ہے کہ پانی ٹھہرا ہوا ہے سوائے تنکے یا درخت کی ٹہنی کے بہنے یا بُلبلے اُٹھنے کے پانی کی حرکت نظر نہیں آتی۔ پانی بالعموم چند میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بہہ رہا ہوتا ہے لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ پانی کتنی رفتار سے بہہ رہا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں نشیب کی طرف حرکت رکھ دی ہے اس لئے جتنا نشیب زیادہ ہوگا اس کی حرکت میں اتنی ہی تیزی آجائے گی۔ یہ قانون قدرت ہے۔ انسان نے پانی کی اس فطرت سے فائدہ اٹھانے کی ترکیب سوچی تو اُسے بند (Dams) باندھنے کا خیال آیا۔ ’’بند‘‘ میں پانی ایک جگہ دریا کی نسبت زیادہ اکٹھا ہوجاتا ہے اور پھر ڈیم سے پانی کے نکاس کی طرف انسان نے زیادہ نشیب بنا دیا اسے ہم Fall یعنی آبشار کہتے ہیں۔ بعض جگہ لوگوں نے کئی سوفٹ بلند پہاڑوں سے پانی نیچے گرایا ہے۔ پانی نے چونکہ نشیب کی طرف جانا ہوتا ہے اس لئے وہ اپنے زور اپنی فطرت اور اپنے وزن کے مطابق بڑی تیزی سے زمین کی طرف آتا ہے لیکن چونکہ اس میں روحانیت نہیں ہوتی اس کا یہ خلو دانسان کے فائدہ کے لئے ہوتا ہے انسان اس سے بجلی کی طاقت پیدا کرتا ہے جو اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی تھی۔ اس سے مختلف نہریں نکال کر وہاں تک پانی لے جاتا ہے جہاں تک دریا پانی نہیں پہنچا سکتا تھا۔

اسی طرح جب الٰہی سلسلے قائم ہوتے ہیں تو روحانی طور پر بھی بند باندھنے پڑتے ہیں اور چونکہ فطرتِ انسانی کی روحانی حرکت بلندی کی طرف ہوتی ہے اس لئے جب یہ بند باندھا جاتا ہے تو جس طرح پانی کئی سوفٹ کی بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے بہتا ہے اسی طرح روحانی بند کے نتیجہ میں انسان کی روحانی حرکت عام معمول کی نسبت بہت زیادہ تیزی کے ساتھ بلندی کی طرف محو پرواز ہوتی ہے جس طرح پانی ۳۔۴ سوفٹ کی بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے بہتا ہے اور انسان نے اس سے Tunnels کے ذریعہ بے تحاشا بجلی پیدا کر لی ہے اسی طرح روحانی Dam کے نتیجہ میں طاقت Generate پیدا ہوتی ہے اور وہ انسان کو

انفرادی لحاظ سے بھی اور الٰہی سلسلوں کو اجتماعی طور پر بھی بڑی تیزی کے ساتھ بلندی کی طرف لے جاتی ہے۔

ہمارے عام بجٹ کی مثال اس پانی کی ہے جو آہستہ آہستہ نشیب کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔ ہمارا بجٹ جماعت احمدیہ کو آہستہ آہستہ بلندی کی طرف لے جا رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دو سے پانچ روپے بن گئے مَیں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو جن برکتوں سے نوازتا ہے وہ اسے معمول کے مطابق بلندی کی طرف لے جانے والی ہیں اور اُسے بہرحال ناکام نہیں ہونے دیتیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ فرائض کیا ہیں؟ آپ نے بتائے تو اس نے کہا۔مَیں نہ اس فرائض کو چھوڑوں گا (ولا انقص) اور نہ نوافل پڑھوں گا (لاازید) آپ نے فرمایا اگر یہ شخص اس بات پر قائم رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا (المسلم: کتاب الایمان باب بیان الصلوٰت الّتی ھی احد ارکان الاسلام) کیونکہ ایمان اور قربانی کا ایک عام معیار جو ہے اُس پر قائم ہونے کی وجہ سے وہ جنّت کا حقدار ہو گیا ہے لیکن ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم سب سے کم نمبر لے کر تھرڈ ڈویژن میں پاس نہ ہوں جو لڑکا سب سے کم نمبر لے کر پاس ہوتا ہے اس کی بھی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ وہ تھرڈ ڈویژن لے کیونکہ انسان کے اندر بلندیوں اور رفعتوں کے حصول کی خواہش پیدا کی گئی ہے اور انسان کو بلندیوں اور رفعتوں کے حصول کی طاقت عطا کی گئی ہے۔ وہ اپنی معمول کی حرکت کے مطابق بھی بلندی کی طرف بڑھتا ہے اور وہ بند بھی باندھتا ہے تا کہ اس کی حرکت میں اَور تیزی پیدا ہو جائے۔

ہماری جماعت کے ایک تو عام چندے ہیں چندہ عام ہے، چندہ وصیت ہے، چندہ جلسہ سالانہ ہے یہ عام چندے ہیں جن کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے روحانی لحاظ سے بلند سے بلند تر ہو رہی ہے لیکن بلندی کی طرف اس کی حرکت میں اتنی تیزی نہیں جتنی روحانی بند باندھنے کے ساتھ آنی چاہیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت قائم فرمایا۔ خلیفہ وقت کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ روحانی بند (Dam) بنائے۔ چنانچہ حضرت

مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے علاوہ اور بہت سے اہم کاموں کے تحریک جدید کے نام سے ایک بہت بڑا روحانی بند تعمیر کیا، تحریک جدید کی مالی قربانیاں عام چندوں سے مختلف تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت احمدیہ کو اتنی روحانی رفعتیں عطا ہوئیں کہ روئے زمین پر جماعت احمدیہ کی شکل بدل گئی۔ گو پہلے چند بڑے بڑے ملکوں میں جماعت قائم تھی لیکن اس میں وسعت نہیں تھی۔ پھر جب تحریک جدید کا روحانی بند تعمیر ہوا تو جس طرح نہریں نئے سے نئے بنجر علاقوں میں پانی لے جا کر اُن کو آباد کرتی ہیں اسی طرح تحریک جدید کے اس بند کے ذریعہ احمدیت نے افریقہ میں دور دور تک اسلام کے روحانی پانی کو پہنچایا۔ پھر یورپ میں پہنچایا امریکہ میں پہنچایا اور جزائر میں پہنچایا۔ یہ ایک عظیم الشان روحانی بند تھا جس سے جماعت احمدیہ کو اسی طرح طاقت حاصل ہوئی جس طرح مادی پانی کے بند ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ بجلی کی طاقت بھی پیدا ہوتی ہے اور اس سے انسان دوسرے فائدے بھی اٹھاتا ہے۔

پھر خلافت ثالثہ کے زمانہ میں ’’فضل عمر فاؤنڈیشن‘‘ کے نام سے ایک چھوٹا سا روحانی بند تعمیر کیا گیا۔ اس سے بھی خدا کے فضل سے جماعت کو بہت ترقی مل رہی ہے۔ اس سے ذرا بڑا بند ’’نصرت جہاں ریزروفنڈ‘‘ کے نام سے بنایا گیا اس روحانی بند کے ذریعہ مغربی افریقہ میں ایک سال کے اندر اندر سولہ ہسپتال قائم ہو گئے اور بہت سے نئے سکول اور کالج کھل گئے۔ اس مالی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں عطا فرمائیں لوگوں کو خدمتِ دین کا شوق پیدا ہوا مجھے نائیجریا سے ایک دوست کا خط آیا ہے کہ سعودی عرب کے سفیر کہتے ہیں کہ احمدیوں کو حج پر نہیں جانا چاہیئے مگر ہم ایک کے بعد دوسری مسجد بنا رہے ہیں اس وقت تک انہوں نے درجنوں نئی مسجدیں بنا دی ہیں ان میں اسلام کی ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ وہاں کئی نئی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور یہ اس روحانی بند کی برکت ہے جسے ’’نصرت جہاں منصوبہ اور ریزروفنڈ‘‘ کا نام دیا گیا تھا۔

جماعت احمدیہ کی روحانی ترقی میں شدت پیدا کرنے کے لئے اور اس کی رفتار ترقی کو بڑھانے کے لئے اب ایک اَور زبردست روحانی بند ’’صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ‘‘ ہے۔ اس منصوبہ کے لئے فنڈ اکٹھا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو اس منصوبہ

میں مالی قربانی پیش کرنے کی بے مثال توفیق عطا فرمائی ہے۔ پچھلے جتنے بھی بند تھے اُن سے روحانی نہریں نکلیں اور بنجر علاقے سیراب ہوئے اور جماعت احمدیہ نے انفرادی اور اجتماعی ہر دو رنگ میں روحانی ترقی کی اور اس کے نتیجہ میں اس نئے بند کی تعمیر ممکن ہوئی اور جماعت احمدیہ میں مالی قربانی کی ایک نئی روح پیدا ہوگئی ہے۔

''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' کے وقت بہت سے دوستوں کا یہ خیال تھا کہ شاید میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت کے جتنے سال ہیں اُتنے لاکھ روپے جمع ہو جائیں۔ مگر جماعت نے اس فنڈ میں بڑی قربانی دی۔ چنانچہ میری خواہش تو ۵۱ لاکھ روپے کی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلے تین سالوں میں قریباً ۵۳ لاکھ روپے جمع ہو چکے ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

یہ ان رفعتوں کا نتیجہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں روحانی طور پر بصیرت پیدا ہوگئی قوم کو دوربین نگاہ ملی اور ان کی فراست تیز ہوگئی اور اُن کے ایمان بڑھ گئے اور تقویٰ کی راہوں پر چلنے سے اُن کے دلوں میں بشاشت پیدا ہوگئی۔ چنانچہ دوستوں نے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ میں اب تک قریباً دس کروڑ کے وعدے کر دیئے ہیں۔ مَیں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا تھا کہ نو کروڑ بیس لاکھ روپے کے وعدے آ چکے ہیں اور پھر دو گھنٹے کے بعد مجلس مشاورت کے افتتاحی اجلاس میں نو کروڑ چون لاکھ کا اعلان کیا تھا۔ میرا خیال ہے اب تک نو کروڑ ستر اسی لاکھ تک وعدے پہنچ چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے اب کبھی تو یہ حال تھا کہ بڑی تگ و دو کے بعد اور بڑی فکر کے بعد بڑی دعاؤں کے بعد جماعت نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں ۵۳ لاکھ روپے کی مالی قربانی دی لیکن اب ایک نیا بند باندھنے کا منصوبہ خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھا تو جماعت نے بڑی بشاشت کے ساتھ ۵۳ لاکھ کے مقابلے میں قریباً دس کروڑ روپے کی قربانی کے وعدے کر دیئے اور جیسا کہ مَیں نے مجلس مشاورت پر بھی بتایا تھا دراصل یہ ایک زبردست تیاری ہے نئی صدی کے استقبال کی۔ اس پندرہ سولہ سال کے عرصہ میں ہم نے نئے مشن کھولنے ہیں۔ نئی مساجد بنانی ہیں۔ قرآن کریم کی کثرت سے اشاعت کرنی ہے کم از کم سو زبانوں میں اسلام کی بنیادی تعلیم پر مشتمل کتاب شائع کرنی ہے اور جیسا کہ مَیں نے اعلان کیا تھا کہ مَیں

علی وجہ البصیرت (انسان ہوں اس لئے غلطی کر سکتا ہوں) اس یقین پر قائم ہوں کہ جب ہم دوسری صدی میں داخل ہوں گے تو جماعت احمدیہ کی زندگی کی یہ دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی۔ اس دوسری صدی میں ہم غلبۂ اسلام کے اتنے زبردست جلوے دیکھیں گے کہ ان کے مقابلے میں پہلی صدی ہمیں یوں نظر آئے گی کہ گویا ہم نے غلبۂ اسلام کے لئے تیاری کرنے میں سو سال گذار دیئے۔ دوسری صدی میں ہم کہیں گے کہ پہلی کوششوں کے نتائج اب نکل رہے ہیں۔ جو باغ پہلی صدی میں لگایا گیا تھا اب ہم اس کا پھل کھا رہے ہیں۔ گویا دوسری صدی میں اسلام غالب آ جائے گا اور اس کے بعد کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے علاقے ایسے رہ جائیں گے جن میں اسلام کی تبلیغ کا کام کرنا پڑے گا۔ تاہم اُس وقت ایک بڑا کام جو باقی رہ جائے گا وہ ہر نسل کی تربیت کا کام ہوگا۔ خدا کرے اس وقت تک کہ جب کا فروں پر قیامت آنا مقدر ہو سو سال تو نہیں پانچ سو سال بلکہ ہزار سال تک احمدیت کی ایک نسل کے بعد دوسری نسل پوری تربیت یافتہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والی بن جائے۔

اب بند اور دریا کا جو تعلق ہے وہ واضح ہو چکا ہے یعنی اگر بند نہ باندھے جائیں تو پانی کی رفتار میں تیزی نہیں پیدا ہوگی جس طرح ایک ہوا خوری کرنے والا آدمی خراماں خراماں چلتا ہے اسی طرح دریا کا پانی بھی آہستہ آہستہ بہتا ہوا سمندر میں جا گرتا ہے جو پانی کی شکل ہے وہی روحانی طور پر رفعتوں کی طرف روحانی حرکت کی حالت ہے اگر روحانی بند نہ باندھے جائیں تب بھی جماعت ترقی تو کرے گی لیکن بہت آہستہ آہستہ ترقی کرے گی لیکن جس طرح دریاؤں کو بند باندھنے سے پانی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے مختلف نہریں نکالنے کی سہولتیں میسر آتی ہیں۔ لاکھوں کلو واٹ بجلی مہیا ہوتی ہے اسی طرح روحانی طور پر بھی مختلف منصوبے (جنہیں مَیں روحانی بند کہتا ہوں) بنائے بغیر تیزی اور شدت نہیں پیدا ہو سکتی لیکن اگر دریا میں بھی پانی نہ ہو تو بند باندھنے کا کوئی فائدہ نہیں بند کا فائدہ تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ دریا میں پانی ہو اُسے ایک خاص جگہ پر روک کر اکٹھا کیا جائے اور پھر بلندی سے نیچے گرا کر اس میں غیر معمولی تیزی پیدا کی جائے اور اس سے کئی فوائد حاصل کئے جائیں اور اگر دریا میں پانی ہو اور

اس پر بند نہ باندھا جائے تو دریا کے پانی میں تیزی نہیں پیدا ہوتی اس لئے ترقیات کے لئے ہر دو کا وجود آپس میں لازم وملزوم ہے۔ دریا میں عام معمول کے مطابق پانی بھی ہونا چاہیئے ورنہ بند کے اندر پانی حسب ضرورت جمع نہیں ہو سکے گا اور اگر بند نہ ہوں تو پانی کا ضیاع ہے مثلاً جہاں ضرورت نہیں یا کم ضرورت ہے وہاں پانی زیادہ پہنچے اور جہاں پانی کی زیادہ ضرورت ہے وہاں پہنچ نہ سکے۔ گویا اس کے مختلف فوائد ہیں۔ یہی حالت روحانیت کی ہے۔ اگر ہم روحانی بند نہ بنائیں تو ہمارے کاموں میں شدت اور تیزی پیدا نہیں ہوگی رفعتوں کی طرف ہماری حرکت میں اگر تیزی پیدا نہیں ہوگی ہماری ترقی کی رفتار بہت سست پڑ جائے گی۔

مَیں نے ابھی تحریک جدید اور نصرت جہاں ریزروفنڈ کی مثالیں دی ہیں۔ ہر آدمی کو یہ نظر آرہا ہے کہ ان کی وجہ سے جماعت کی ترقی کی رفتار میں غیر معمولی تیزی آگئی ہے لیکن اگر عام چندے نہ ہوں تو پھر بند باندھنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ بند میں جمع ہونے کے لئے پانی نہیں جائے گا یعنی بند باندھنے کے باوجود اس میں شدت پیدا نہ ہوگی اس لئے معمول کے مطابق جس طرح دریا میں پانی رہنا چاہیئے اسی طرح عام چندوں کی ادائیگی بھی ازبس ضروری ہے جس طرح مختلف موسموں میں دریا کا پانی بڑھتا رہتا ہے اسی طرح عام چندوں کو بھی آہستہ آہستہ بڑھتے رہنا چاہیئے کیونکہ جماعت احمدیہ کا قیام بتاتا ہے کہ بہار آگئی ہے۔ ہمارے لئے عید کا سماں پیدا ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے عید کی مبارکباد مل گئی ہے۔ پس جس طرح سُورج کی تمازت بڑھتی ہے تو برف زیادہ پگھلتی ہے اور دریاؤں میں پانی زیادہ آجاتا ہے اسی طرح ہماری جماعتی زندگی کا یہ سماں متقاضی ہے کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی گرمی جوش مارے تا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ریزروائر کی برف پگھلے اور ہمارے پانی (یعنی مالی قربانی) میں زیادتی کا موجب بنے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے کیونکہ ہماری اجتماعی فطرت کا تقاضا یہی ہے۔ اگر ہم اس میں کمزوری دکھائیں یعنی ہماری ترقی تدریجی رنگ میں اور آہستہ آہستہ ہو رہی ہو یعنی چندہ عام، حصّہ آمد یا چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی رفتار سُست ہو تو پھر بند باندھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اگر بند نہ باندھیں تو عام چندوں کے خاطر خواہ نتائج نہیں نکل سکتے اِس لئے بند باندھنے کی بھی ضرورت ہے۔

اب ایک نیا رُوحانی بند بن رہا ہے۔ ہم نے پہلے جو رُوحانی بند باندھے تھے ہم اُن سے رُوحانی فیض حاصل کر رہے ہیں۔ اِس وقت تحریک جدید بھی بڑا کام کر رہی ہے۔ وقف جدید اور فضل عمر فاؤنڈیشن بھی اپنے اپنے رنگ میں بڑا کام کر رہی ہے مثلاً فضل عمر فاؤنڈیشن نے پہلے جماعت کو ایک لائبریری بنا کر دی تھی۔ اب اس کے زیرِ اہتمام باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے ایک گیسٹ ہاؤس کا ایک بہت بڑا منصوبہ زیرِ تکمیل ہے۔ اس کے پہلے مرحلے پر شاید پانچ سات لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ پھر اس کا ایک دوسرا مرحلہ ہے جو بعد میں تعمیر ہوگا اس پر بھی بہت خرچ آئے گا۔ پھر نصرت جہاں ریزروفنڈ کا منصوبہ ہے جس کے تحت کئی ہسپتال بن گئے ہیں۔ سکول کُھل گئے ہیں۔ اِس عرصہ میں کئی مخالفانہ روکیں پیدا ہوئیں ہمارے صبر کی آزمائش ہوئی۔ پھر ہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوا۔ بعض متعصب افسروں کی وجہ سے (وہ ملک متعصّب نہیں لیکن بیچ میں کوئی بلجیئم کا باشندہ یا بنگال کا متعصّب ہندو آجاتا ہے) ایک جگہ ہمارا ہسپتال نو مہینے تک بند پڑا رہا۔ لوگوں نے ہمارے ڈاکٹر کو یہ مشورہ دیا کہ تم اِس ملک سے چلے جاؤ۔ اس نے مجھے لکھا تو مَیں نے کہا آرام سے بیٹھے رہو۔ یہ مقابلہ ہمارے صبر اور ہمّت کا اور اُن کے تعصّب کا ہے اُن کا تعصّب کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے ہمارا صبر اور ہماری قوّت برداشت ہی بالآخر کامیاب ہوگی چنانچہ ہم نے نو مہینے تک ڈاکٹر اور اس کے سٹاف کو فارغ نہیں کیا۔ مَیں نے ہدایت کی تھی کہ سب کو تنخواہیں دیتے چلے جاؤ۔ ہمیں خدا تعالیٰ دیتا ہے تو تم بھی لوگوں کو دیتے چلے جاؤ۔ اگر متعصّب لوگ یہ تماشا دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ بھی دیکھ لیں کہ خدا تعالیٰ کی جماعت کا قدم پیچھے نہیں ہٹا کرتا۔ چنانچہ نو مہینے کے بعد اب وہاں کی حکومت نے ہسپتال کی اجازت دے دی ہے۔ وہ لوگ ہمارے ہسپتال کی عمارتوں کے متعلق عجیب وغریب شرطیں لگا دیتے ہیں ہم وہ بھی پوری کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خدمتِ دین کے لئے ہمیں پیسے دیتا ہے ہم خرچ کر دیتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

بہر حال افریقی ممالک میں بڑی زبردست حرکت ہے اور یہ نصرت جہاں منصوبے کی برکت ہے۔ وہاں سے ہمارے چیف گامانگا صاحب جلسہ سالانہ پر آئے تھے۔ وہ بڑے زیرک

اور صاحبِ فراست اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ نصرت جہاں سکیم کے بہت ہی خوشکن نتائج نکل رہے ہیں اور اب تو یوں لگتا ہے کہ سارا ملک ہی بڑی جلدی احمدی مسلمان ہو جائے گا۔ دوست دعا کریں کہ یہ ملک بھی جلد احمدی مسلمان ہو جائیں دوسرے ممالک بھی احمدی مسلمان ہو جاتے لیکن ہماری دعا یہ ہے کہ جلدی جلدی احمدی ہو جائیں تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے والا بن جائے۔

پس جس طرح دریا میں مادی پانی کا ہونا ضروری ہے اسی طرح روحانی پانی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ کشف میں دُودھ دکھایا تھا اب جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دُودھ کی نہریں چلائی ہیں لیکن دُودھ کی بھی مادی فطرت نشیب کی طرف ڈھلک جانے کی ہے لیکن جو رُوحانی دُودھ ہے وہ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا کا مصداق ہے اور اس کی فطرت کا تقاضا لَرَفَعْنٰهُ کی رُو سے بلندیوں کی طرف پرواز کرنا ہے۔ اِس بلند پروازی میں رُوحانی بند کے ذریعہ شدّت اور تیزی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ گویا مادی اور روحانی طور پر بند باندھنے کے دو متضاد نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مادی بند کے نتیجہ میں پانی میں نشیب کی طرف جانے کی حرکت میں شدّت پیدا ہوتی ہے اور روحانی بند باندھنے کی وجہ سے الٰہی سلسلوں اور جماعتوں میں بلندیوں کی طرف پرواز کرنے میں تیزی اور شدّت پیدا ہوتی ہے اِس لئے اِن ہر دو کا وجود ضروری ہے ہم نے ایک بڑا زبردست بند باندھا ہے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے نام سے یہ ایک عالمگیر منصوبہ ہے اس کو پُورا پانی بہم پہنچانے کے لئے ہمارے رُوحانی دریا میں جسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا تھا اور جس کی غرض بنی نوع انسان کو رُوحانی طور پر سیراب کرنا تھا اس میں پہلے کی نسبت پانی بڑھ جانا چاہیئے تا کہ اس بند کے پُر ہو جانے سے غلبۂ اسلام کے حق میں شاندار نتائج برآمد ہوں۔

جماعتی چندوں کا سال اب ختم ہو رہا ہے۔ ہمارے دفتر والے ڈرتے ہیں کہ کہیں کمی نہ واقع ہو جائے۔ مَیں نے پچھلے سال غالباً ۲۰؍اپریل کو ایک خطبہ جمعہ میں دوستوں کو توجہ دلائی تھی کہ چند دن رہ گئے ہیں اور پانچ لاکھ روپے کا ابھی بقایا ہے اسے پُورا کریں چنانچہ دوستوں

نے میری آواز پر لبیّک کہتے ہوئے پانچ لاکھ سے زائد رقم ادا کر دی تھی اب اِس دفعہ بھی مالی سال ختم ہونے میں ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے اور پانچ سات لاکھ روپے کی کمی ہے یہ بھی انشاء اللہ پوری ہو جائے گی۔ اس کی مجھے فکر نہیں لیکن مجھے یہ بھی حکم ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الذّٰریٰت:۵۶) اور اطاعت میرا فرض ہے پس میرا فرض ہے کہ احبابِ جماعت کو یاددہانی کراؤں کیونکہ یاددہانی ایمان کا ثبوت ہے۔ قرآن کریم بڑی حسین کتاب ہے اس نے یہ نہیں کہا کہ کمزوروں اور جاہلوں کو یاددہانی کراؤ بلکہ کہا ہے کہ مومنوں کو یاددہانی کراؤ۔

پس چونکہ جماعتِ احمدیہ خدا کی بڑی پیاری جماعت ہے۔ یہ ایمان میں بڑی پُختہ جماعت ہے لیکن چونکہ وہ ایمان میں پُختہ ہے اِس لئے میرا فرض ہے کہ میں اُن کو یاددہانی کراؤں اور پھر دنیا یہ تماشا دیکھے (وہ تو اسے تماشا ہی سمجھتی ہے) کہ یہ ایک عجیب قوم ہے ان کے سالانہ بجٹ میں اتنی بڑی کمی تھی جسے انہوں نے چند دنوں میں پُورا کر دیا ہے۔ مجھے اُمیّد ہے یہ کمی بھی انشاء اللہ پوری ہو جائے گی۔ دوست اپنی طرف سے پُوری کوشش کریں کہ نہ صرف یہ کہ سالانہ بجٹ پُورا ہو بلکہ ہم اِس سے آگے بڑھیں مثلاً کراچی کی جماعت نے بھی صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ کی مختلف مدّات میں کم وبیش ایک لاکھ روپے کی رقوم بھجوائی ہیں لیکن اُنہوں نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ صرف اپنا بجٹ ہی پورا نہیں کریں گے بلکہ اس سے دس فی صد زائد ادا کریں گے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بجٹ سے کم وبیش ۴۰ ہزار روپے زائد بھجوائیں گے یہ ایک بہت بڑی جماعت ہے اور بڑی مخلص جماعت ہے اور بڑے چندے دینے والی جماعت ہے۔ ان کا مجموعی بجٹ چار لاکھ سے زیادہ ہے۔ دس فی صد کا مطلب یہ ہے کہ وہ مزید ۴۰ ہزار روپے وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں گے۔

پھر لاہور کی جماعت ہے اس کے اندر بھی بیداری کی رُوح پیدا ہوگئی ہے۔ کسی زمانہ میں راولپنڈی کی جماعت کی طرح یہ بھی بہت کمزور جماعت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے لاہور والوں پر فضل فرمایا اور وہ بیدار ہو گئے مگر راولپنڈی والوں میں ابھی تک وہ جان اور وہ طاقت نہیں آئی جو کمزوری کے بعد لاہور والوں میں آ گئی ہے اِس لئے ان کی مجھے زیادہ فکر رہتی ہے اور اب

مَیں ان کا نام لے کر اُن کو یہ یاددہانی کراتا ہوں کہ تمہارے دوسرے بھائی جو مختلف علاقوں میں رہتے ہیں جب وہ اپنے بجٹ سے دس فی صد زائد دے سکتے ہیں تو تم دس فی صد کم پر کیسے تسلّی پا لو گے۔ اِس لئے مَیں احبابِ جماعت سے یہ کہوں گا کہ جو اُن کے بجٹ ہیں وہ تو بہرحال پُورے ہونے چاہئیں۔ اگر ہمارے بجٹ پورے نہیں ہوں گے یا دریا میں عام پانی نہیں ہوگا تو ہم جو بند باندھ رہے ہیں اُن کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا حالانکہ ہماری کوشش اور خواہش یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں ان صداقتوں کے سمجھنے اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۸/اپریل ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۶)

❁❁❁